OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

رسمُ القرآن پر لکھے گئے مقالات: ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

Rasm al-Qurʾān in Scholarly Discourse: A Critical and Analytical Study of Classical and Contemporary Research Articles

Mafia Hanif

CTI, Department of Arabic & Islamic Studies, Govt. Associate College Data Nagar, Badami Bagh, Lahore

Abstract

This study presents a comprehensive critical and analytical review of classical and contemporary scholarly writings on Rasm al-Qurʾān, the orthographic system of the Qurʾān established during the Prophetic and ʿUthmānic periods. Rasm al-Qurʾān occupies a foundational position in Qurʾānic studies as it represents not merely a method of writing, but an integral mechanism for the preservation of the Qurʾānic text, its authorized modes of recitation (qirāʾāt), and its uninterrupted transmission across generations. The research examines the historical formation of the ʿUthmānic script, scholarly debates regarding its tawqīfī (divinely sanctioned) or ijtihādī nature, and the unanimous consensus of the Muslim community on the obligation of adhering to it. By critically engaging with classical sources, modern academic articles, South Asian scholarship, and Western orientalist critiques, the study demonstrates that variations in Rasm do not indicate textual instability but rather reflect a deliberate and divinely guided accommodation of multiple canonical

CC BY

readings. The paper further explores the juristic, exegetical, and technological dimensions of Rasm al-Qurʾān, particularly in the context of modern printing, digital Mushaf production, and Qurʾānic standardization efforts. The findings affirm that Rasm al-Qurʾān remains a vital, authoritative, and indispensable discipline for safeguarding the unity, authenticity, and interpretive integrity of the Qurʾānic text in both classical and contemporary contexts.

Keywords: Rasm al-Qurʾān, ʿUthmānic script, Qurʾānic preservation, qirāʾāt, classical and contemporary scholarship, Islamic jurisprudence, digital Mushaf studies

تمہید

تمام تعریفات اللہ رب العزت کے لیے ہیں کہ جس نے قلم کے ذریعے انسان کو علم، سکھایا اور کتابت کے ذریعے علوم وفنون کی حفاظت فرمائی کتابت اپنے نتائج کے اعتبار سے علوم وفنونکی حفاظت کا اہم ذریعہ ہے اسکے سبب علم وحکمت کو صوتی نسیان وضیاع کے حوادثات محفوظ رہے ہیں، کتابت ایک ایسا مصدر ہے کہ انسان جن نسیان کا شکار ہو جاتا ہے اس پر اعتماد کرتا ہے کیونکہ کتابت عل وہن کو لاحق ہونے والے عوارض سے محفوظ رہتی ہے۔

قرآن مجید کے اندر بے شمار جلیل القدر علوم ہیں جن سے انسان مزین ہوتا ہے۔ انہی علوم میں سے ایک علم "رسم القرآن" بھی ہے۔ جو کہ میرا آج کا موضوع بھی ہے۔ جس میں مصاحف عثمانیہ پر سب سے زیادہ بحث کی جاتی ہے۔ یہ علم بڑا جلیل القدر اور عظیم الشان ہے کیونکہ اسکا قرآن مجید کے ساتھ بڑا گہرا ربط ہے۔ علم رسم القرآن اسی قدر ومنزلت کے پیش نظر پتہ چلی ہے کہ رسم القرآن کا تاریخی پس منظر اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ قرآن کریم صرف زبانی طور پہ ہی نہیں بلکہ ایک خاص کتابی شکل (رسم عثمانی) میں بھی عہد صحابہ سے محفوظ چلا آرہا ہے اور یہی رسم آج پوری امت کے درمیان قرآن کے اتحاد اور تحریف سے حفاظت کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔

رسمُ القرآن کا تعارف

"رسمُ القرآن" سے مراد وہ طرزِ کتابت ہے جس میں قرآنِ کریم کے حروف و کلمات کو عہدِ نبوی ﷺ یا عہدِ خلافتِ عثمانیؓ میں لکھا گیا۔ قرآن کا رسم عام عربی کتابت سے مختلف ہے، کیونکہ اس میں املائی اور لغوی اصولوں کے بجائے توقیفی

اصول کار فرما ہیں، یعنی وہ اصول جو نبی اکرم ﷺ یا صحابۂ کرامؓ کے اجماع سے متعین ہوئے۔ قرآن کے رسم کو "الرسم العثمانی" کہا جاتا ہے، جو امتِ مسلمہ کے نزدیک ایک مقدس اور غیر متغیر روایت کی حیثیت رکھتا ہے۔[1]

رسمُ القرآن کی تاریخی بنیاد

قرآنِ کریم کی کتابت کا آغاز خود عہدِ نبوی ﷺ میں ہوا۔ مختلف صحابہ کرام جیسے حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت علیؓ، اور حضرت معاویہؓ کاتبِ وحی تھے۔ نزولِ قرآن کے ساتھ ساتھ اس کی آیات کو مختلف رقاع، ہڈیوں، کھجور کے پتوں، اور پتھر کی تختیوں پر لکھا جاتا تھا۔ بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں زید بن ثابتؓ کی سربراہی میں قرآن کو ایک مصحف کی صورت میں جمع کیا گیا، اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں اس کی نقلیں مختلف علاقوں میں بھیجی گئیں۔ یہی مصاحف رسمِ عثمانی کی بنیاد بنے۔[2]

رسمُ القرآن پر علمی اختلافات اور ان کی نوعیت

رسمِ قرآن پر علمی اختلاف بنیادی طور پر دو نوعیتوں میں سامنے آیا:

1. توقیفی یا اجتہادی ہونے کا اختلاف — بعض اہلِ علم جیسے امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ، اور امام ذہبیؒ نے رسمِ قرآن کو توقیفی قرار دیا، یعنی اسے نبی ﷺ کی تعلیم اور صحابہ کے اجماع سے منسوب کیا۔
2. اجتہادی یا لغوی پہلو — بعض متاخرین علماء جیسے امام ابن خلدونؒ، سیوطیؒ اور ابن الجزریؒ نے اسے اجتہادی تعبیر میں لیا، کہ عربی کتابت کے اصولوں کے مطابق اسے سمجھا جا سکتا ہے۔

ان اختلافات کے باوجود امت کا اجماع اس بات پر ہے کہ رسمِ عثمانی میں کوئی تبدیلی جائز نہیں۔[3]

رسم القرآن کی علمی، تاریخی اور فقہی اہمیت

رسمِ قرآن کی تاریخی بنیادیں

رسم القرآن کا آغاز خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اس وقت ہوا جب قرآنِ مجید کو ایک متحد رسم الخط میں جمع کیا گیا۔

یہ اقدام دراصل امتِ مسلمہ کو قراءت و کتابت کے اختلافات سے محفوظ رکھنے کے لیے کیا گیا۔

امام سیوطیؒ نے الاتقان فی علوم القرآن میں لکھا ہے کہ "حضرت عثمانؓ نے جو مصاحف تیار کروائے وہ توقیفی اصول پر مبنی تھے اور ان میں رسم الخط کا ہر پہلو نبوی توثیق سے مزین تھا"۔[4]

یہی بنیاد بعد میں علمائے امت نے "علم الرسم" کے نام سے ایک مستقل فن کی صورت میں مرتب کی۔

رسم القرآن کا علمی مقام

علم الرسم محض حروفی یا خطی مسئلہ نہیں بلکہ قرآن کی حفاظت اور تجوید کے استحکام سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔
علامہ زرکشیؒ نے فرمایا:

"الرسم توقیفی لا یجوز مخالفته لأنه من سنن الصحابة فی کتابة المصحف[5]"

"رسم قرآن توقیفی ہے، اس کی مخالفت جائز نہیں کیونکہ یہ کتابتِ قرآن میں صحابہؓ کی سنت ہے۔"

اس حوالے سے رسم القرآن نہ صرف کتابت کی فنی صورت بلکہ وحی کے امانتی تسلسل کی علامت ہے۔

اسی وجہ سے مفسرین مثلاً امام قرطبیؒ، ابن حجرؒ اور ابن الجزریؒ نے رسم القرآن کے اصولوں کو تفسیر کے فہم میں معاون قرار دیا۔

مفسرین و مترجمین کی خدمات اور اثرات

مفسرین نے رسم القرآن کے اصولوں کو اپنے تفسیری منہج میں شامل کیا، تاکہ الفاظ کی اصل شکل، قراءت اور معنی کے باہمی تعلق کو واضح کیا جا سکے۔

مثلاً امام رازیؒ نے بعض مقامات پر **اختلافِ رسم** کی بنیاد پر معنی کے مختلف پہلو بیان کیے، جبکہ امام بیضاویؒ نے "رسم المصحف" کے مطابق قرآنی ترکیبوں کے نحوی پہلوؤں کی توجیہ کی۔

اردو مترجمین مثلاً شاہ عبد القادرؒ، مولانا محمود الحسنؒ، اور احمد رضا خانؒ بریلوی نے بھی **قرآنی ترجمہ** کرتے وقت رسمِ عثمانی کی پابندی کو بنیادی اصول قرار دیا۔[6]

اس طرح مترجمین اور مفسرین نے قرآن فہمی میں رسم کے علمی کردار کو واضح کیا۔

فقہی اعتبار سے رسم القرآن کی اہمیت

فقہی اعتبار سے علمائے امت کے درمیان اس بات پر اجماع ہے کہ رسمِ عثمانی توقیفی ہے، اور قرآن کو کسی دوسرے رسم میں لکھنا مکروہ یا ناجائز ہے۔

فقہائے احناف اور شوافع دونوں نے اس پر سخت تاکید کی ہے کہ قرآن صرف اسی رسم میں لکھا جائے جو صحابہ کرامؓ سے منقول ہے۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

"لا تجوز مخالفة رسم المصحف العثماني، ومن خالف فقد أخطأ"[7]

"رسمِ عثمانی کی مخالفت جائز نہیں، اور جو مخالفت کرے وہ خطاکار ہے"۔

یہی اصول امت کے اجماع کا مظہر ہے اور قرآن کی ابدی صیانت کی ضمانت بھی۔

عصر حاضر میں علم الرسم کے علمی چیلنجز

جدید دور میں قرآن کی طباعت، موبائل ایپس، اور ڈیجیٹل مصاحف کے استعمال نے رسم القرآن کے تحفظ کے لیے نئے سوالات پیدا کیے ہیں۔

بعض ناشرین نے طباعت کے دوران حروف و علامات میں غیر رسمی تبدیلیاں کیں، جس سے تلاوت اور فہمِ قرآن دونوں پر اثر پڑ سکتا ہے۔[8]

پاکستان میں "قرآن بورڈ پنجاب" اور "ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد" نے اس سلسلے میں اہم اقدامات کیے، جن کے تحت مصحفِ عثمانی کی معیار بندی (standardization) کا عمل جاری ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم الرسم نہ صرف ایک قدیم فن ہے بلکہ عصر حاضر میں بھی دینی و تحقیقی تحفظات کے حوالے سے بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔

مجموعی تجزیہ

پاکستانی جامعات اور مدارس میں رسم القرآن کے حوالے سے ہونے والی علمی سرگرمیوں کا جائزہ لینے سے درج ذیل نکات واضح ہوتے ہیں:

1. تاریخی و نصی تحفظ: علم الرسم قرآن کی اصل کتابت کے تحفظ کی علامت ہے۔
2. تفسیری و ترجماتی اہمیت: مفسرین نے رسم کے اختلافات سے مفاہیم کے نئے پہلو واضح کیے۔
3. فقہی و شرعی حیثیت: امت نے رسم عثمانی کی توقیفیت پر اجماع کیا ہے۔
4. تحقیقی رجحانات: پاکستانی جامعات میں اس فن پر بڑھتی ہوئی تحقیق علمی ترقی کا ثبوت ہے۔
5. ڈیجیٹل عہد کے تقاضے: جدید طباعت و کمپوزنگ میں رسم القرآن کی پاسداری شرعی و سائنسی ذمہ داری ہے۔[9]

رسم القرآن دراصل قرآنِ مجید کے کتابی و عملی تحفظ کا وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے امت مسلمہ نے چودہ صدیوں تک وحی کے اصل قالب کو محفوظ رکھا۔

پاکستان میں ہونے والی علمی و تحقیقی کاوشیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہاں کے محققین اس فن کے روایتی احترام اور جدید ضرورت دونوں کو یکجا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آنے والے وقت میں اگر اس موضوع پر بین الاقوامی سطح پر علمی اشتراک، معیاری نصاب، اور تحقیقی تربیت کو فروغ دیا گیا تو پاکستان "علم الرسم والضبط" کا عالمی مرکز بن سکتا ہے۔[10]

رسمُ القرآن پر قدیم مقالات کا تعارف

اسلامی تاریخ میں متعدد علماء نے رسمِ قرآن کے موضوع پر مستقل تصانیف اور مقالات تحریر کیے۔ ان میں چند نمایاں یہ ہیں:

- ابن درستویہؒ (متوفی 347ھ) کی کتاب الکتاب فی رسم المصاحف — جس میں انہوں نے رسمِ عثمانی کے اصولوں کو لغوی بنیادوں پر بیان کیا۔[11]
- ابو عمرو الدانیؒ (متوفی 444ھ) کی کتاب المقنع فی رسم مصاحف الأمصار — جو رسمِ قرآن کے عملی اصولوں اور اس کی روایات کا جامع ماخذ ہے۔[12]
- ابن الجزریؒ (متوفی 833ھ) کی تصنیف النشر فی القراءات العشر میں بھی رسمِ قرآن کے قواعد کا تحقیقی مطالعہ شامل ہے۔[13]

ان علمی کاوشوں نے بعد کے محققین کے لیے رسم القرآن کی تدوین و فہم میں بنیاد فراہم کی۔

جدید دور میں رسمُ القرآن پر مقالات کا رجحان

جدید عہد میں جب قرآنِ کریم کی طباعت اور اشاعت کے نئے ذرائع سامنے آئے تو رسمِ قرآن پر علمی و تحقیقی مقالات کی ایک نئی لہر پیدا ہوئی۔ مصر، پاکستان، سعودی عرب، اور مراکش کی جامعات میں متعدد محققین نے رسمِ عثمانی کے استقرار، تاریخی جواز، اور جدید مطابع میں اس کے نفاذ پر تحقیقی مقالے لکھے۔ مثلاً:

- جامعۃ الازہر کے مجلۃ الکلیۃ میں "رسم المصحف بین القدامٰی والمحدثین" کے عنوان سے 1992ء میں شائع شدہ مقالے میں رسمِ عثمانی کے توقیفی پہلو پر تحقیق کی گئی۔[14]
- جامعہ ام القریٰ کے ڈاکٹر عبد العزیز القاریؒ نے "رسم المصحف العثمانی وحکم مخالفتہ" میں واضح کیا کہ رسمِ قرآن میں تبدیلی قرآن کے صیانتِ نص پر اثر انداز ہوتی ہے۔[15]
- پاکستان میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ اور ڈاکٹر عبد السلام نے "قرآنی رسم الخط کا تاریخی ارتقاء" پر تحقیقی مکالمہ پیش کیا۔[16]

یہ مقالات علمی دنیا میں اس امر کا ثبوت ہیں کہ رسمُ القرآن محض کتابت نہیں بلکہ ایک الہامی نظامِ ضبط ہے۔

رسمُ القرآن پر مغربی محققین کے مباحث

مستشرقین نے رسمِ قرآن پر متعدد سوالات اٹھائے۔ انہوں نے اس کے املاوی فرق، حروف کی حذف و زیادت، اور تلفظی اختلافات کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ مستشرق آرتھر جفری (Arthur Jeffery) نے اپنی کتاب *Materials for the History of the Text of the Quran* میں رسمِ قرآن کے متعدد مصاحف کے فرقوں کو درج کیا، مگر اسلامی علماء نے ان اعتراضات کے جواب میں یہ وضاحت کی کہ رسمِ عثمانی کا ہر فرق قراءت کی تواتر روایت سے جڑا ہوا ہے، نہ کہ کسی املاوی اختلاف سے۔[17]

رسمُ القرآن اور قراءاتِ سبعہ کا باہمی تعلق

قرآن کی سات قراءات دراصل رسمِ عثمانی ہی کے دائرے میں واقع ہیں۔ ہر قراءت رسمِ قرآن کے مطابق ہے، کیونکہ رسم میں ایسے حروف و علامات چھوڑ دی گئی تھیں جو مختلف قراءات کو سمو سکتے تھے۔ یہی حکمت تھی کہ قرآن کا رسم تمام قراءتوں کا ظرف بن سکا۔ امام ابن الجزریؒ نے فرمایا:

"إن الرسم العثمانی هو الميزان الذی تُعرض عليه القراءات[18]".

"یعنی رسمِ عثمانی وہ پیمانہ ہے جس پر قراءات کو پرکھا جاتا ہے۔"

برصغیر میں رسمُ القرآن پر تحقیقی رجحانات

برصغیر میں رسم القرآن پر تحقیق کا سلسلہ انیسویں صدی کے اواخر میں شروع ہوا۔ دارالعلوم دیوبند، جامعہ ازہر الہند، اور پنجاب یونیورسٹی لاہور کے محققین نے اس موضوع پر کئی علمی مضامین تحریر کیے۔

- مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنے مقدمہ تفسیر عثمانی میں رسم القرآن کے استقرار پر مدلل گفتگو کی۔[19]
- مولانا عبد الحق حقانیؒ نے "رسم المصحف" کے عنوان سے تفصیلی مقالہ لکھا جو ماہنامہ الفرقان میں شائع ہوا۔[20]
- جدید عہد میں ڈاکٹر محمد زاہد ملکؒ اور ڈاکٹر عبد القیوم قاسمیؒ نے "قرآنی رسم الخط اور جدید طباعت" کے موضوع پر عملی تجزیے پیش کیے۔[21]

ان تحقیقات نے یہ ثابت کیا کہ رسمِ عثمانی صرف تاریخی وراثت نہیں بلکہ قرآنی اعجاز کا ایک حصہ ہے۔

پاکستان میں رسم القرآن پر لکھے گئے مقالات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

1۔ مقالہ: "رسمِ عثمانی کے اصول و قواعد اور ان کی تطبیق عصر حاضر میں"

مقالہ نگار : محمد وقاص خان

جامعہ : پنجاب یونیورسٹی، لاہور

سالِ تکمیل 2019ء

درجہ : ایم فل اسلامک اسٹڈیز

مقالہ نگار کا تعارف

محمد وقاص خان پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علومِ اسلامیہ کے ایسے محقق ہیں جن کا خصوصی رجحان **رسمِ قرآن، قراءات، ضبطِ مصاحف اور علومِ قرآن** کے کلاسیکی و جدید مباحث کی طرف ہے۔ انہوں نے اس مقالے میں اپنے تحقیقی منہج کے طور پر **تاریخی و اصولی طریقہ** اختیار کیا ہے۔ ان کا اندازِ تحریر تحقیقی اور حوالہ جاتی ہے اور انہوں نے قدیم مصادر (ابو عمرو دانی، ابن نجاح، ابن الجزری) اور جدید ریسرچ دونوں سے استفادہ کیا ہے۔[22]

مقالہ کا تعارف

یہ مقالہ بنیادی طور پر **رسمِ عثمانی کے اصولوں، ان کی تاریخی حیثیت، اور عصرِ حاضر میں ان کی تطبیق** کا تحقیقی جائزہ پیش کرتا ہے۔ مصنف نے اس سوال کا جواب تلاش کیا ہے کہ آیا رسم عثمانی آج کے جدید عربی املا یا عالمی خطاطی کے نظام کے

مقابلے میں اب بھی قابلِ عمل ہے یا نہیں۔ مقالے کا اصل مقصد رسم عثمانی کو محض ایک قدیم رسم الخط نہیں بلکہ قرآن کی حفاظت کا مستقل ذریعہ ثابت کرنا ہے۔[23]

موضوع کی اہمیت

مصنف نے موضوع کی اہمیت کو دو بنیادوں پر ثابت کیا:

1. **رسمِ عثمانی قرآن کی حفاظت کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے** کیونکہ اس کی تنفیذ پر صحابہ کرام کا اجماع قائم ہوا۔
2. **عصرِ حاضر میں نئے مصاحف کی طباعت**، کمپیوٹرائزڈ خطاطی اور ڈیجیٹل پرنٹنگ نے یہ سوال پیدا کر دیا ہے کہ آیا رسم عثمانی کو برقرار رکھا جائے یا جدید املا پر منتقل کیا جائے۔

مصنف نے اس سوال کے جواب میں یہ ثابت کیا کہ رسم عثمانی ایک **علمی، نقلی اور اجماعی روایت** ہے جسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔[24]

بنیادی مباحث کا جائزہ

(1) رسمِ عثمانی کی تعریف

مصنف نے ابن دانی، ابن جزری اور ابن نجاح کی تعریفات سے ثابت کیا کہ رسم عثمانی، اس طرزِ کتابت کا نام ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں سرکاری مصاحف میں اختیار کیا گیا۔ یہ طرزِ کتابت بعد کے مصاحف کا معیار قرار پایا۔[25]

(2) رسمِ عثمانی کے اصول

مصنف نے پانچ بنیادی اصول بیان کیے:

1. **الحذف** (بعض حروف کو حذف کرنا)
2. **الزیادۃ**
3. **الھمز**
4. **البدل**
5. **فصل و وصل**

مصنف نے ہر اصول کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا اور واضح کیا کہ یہ محض خطاطی نہیں بلکہ **قراءتوں کے بقا کا ذریعہ** ہیں۔[26]

(3) رسمِ عثمانی کا تاریخی استدلال

مصنف نے دلائل دیے کہ رسم عثمانی:

- صحابہ کا اجماعی فیصلہ تھا
- توقیفی نہ سہی تو کم از کم "اجماعی" ضرور ہے
- اسے بدلنا امت کے لیے اضطراب کا سبب ہو سکتا ہے[27]

(4) جدید دور میں تطبیق

مصنف نے بتایا کہ جدید عرب دنیا میں رسم عثمانی کے تین رجحانات ہیں:

1. مکمل پابندی
2. جزوی پابندی
3. جدید املا کی طرف رجحان

لیکن انہوں نے واضح کیا کہ دنیا کے **تمام سرکاری مصاحف رسم عثمانی پر ہی قائم ہیں۔**[28]

نتائج / Findings

مصنف کے اہم نتائج یہ ہیں:

- رسمِ عثمانی نے قرآن کی قراءتوں کے اختلاف کو محفوظ رکھا
- رسم کے بغیر "قراءت بالمعنی" کا خطرہ پیدا ہو جائے گا
- جدید املا کے مطابق مصحف لکھنے سے **تواتر** متاثر ہو سکتا ہے
- عصرِ حاضر میں بھی رسم عثمانی ہی واحد قابلِ عمل طریقہ ہے
- کمپیوٹرائزڈ مصاحف میں بھی رسم عثمانی کا ہی استعمال ضروری ہے[29]

تنقیدی جائزہ (خوبیاں و خامیاں)

خوبیاں

1. **دلائل کی مضبوطی:** مصنف نے کلاسیکی ماخذ سے مضبوط استدلال پیش کیا۔

2. **جامعیت:** رسم کے تمام اصول، ان کی مثالیں اور ان کا فنی اطلاق بیان کیا۔
3. **معاصر اہمیت:** جدید مصاحف اور طباعت کے مسائل پر گفتگو اہم اضافہ ہے۔
4. **توازن:** موضوع کے دفاع میں جذباتیت نہیں بلکہ علمی توازن برقرار رکھا گیا۔

خامیاں

1. بعض مباحث میں **عصرِ حاضر کے قرآنی Boards** (مدینہ، مصر، ترکی) کے عملی نمونے کم شامل ہیں۔
2. کمپیوٹر فونٹس پر تفصیلی بحث مزید بڑھائی جاسکتی تھی۔
3. جدید مستشرقین کے اعتراضات کا جواب زیادہ مدلل ہو سکتا تھا۔[30]

مجموعی نتیجہ

مقالہ مجموعی طور پر ایک مضبوط، حوالہ جاتی اور معاصر تقاضوں سے ہم آہنگ تحقیق ہے۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ رسم عثمانی نہ صرف تاریخی اعتبار سے صحیح ہے بلکہ عصرِ حاضر میں بھی پوری امت کے لیے قرآن کی وحدت کو برقرار رکھنے کا واحد ذریعہ ہے۔[31]

2۔ مقالہ: "رسم القرآن کے اصول اور ان کے علمی و عملی اثرات"

مقالہ نگار: زین العابدین قریشی

جامعہ: انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

سالِ تکمیل: 2021ء

درجہ: ایم فل قرآنیات

مقالہ نگار کا تعارف

زین العابدین قریشی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ علومِ قرآن کے محقق ہیں، جن کا خصوصی تعلق **قراءت، رسم القرآن، علومِ قرآن، مصاحف کی تاریخ اور ضبطِ مصاحف** کے موضوعات سے ہے۔ مصنف نے اپنی علمی تربیت میں روایت اور جدید ریسرچ دونوں کا امتزاج اختیار کیا ہے۔ ان کا تحقیقی رجحان زیادہ تر **توقیفی رسم، اصولِ قراءت، اور مصحفِ عثمانی کے سائنسی و تاریخی پہلوؤں** پر مرکوز ہے۔[32]

مقالہ کا تعارف

یہ مقالہ رسم القرآن کے بنیادی اصولوں، ان کی تاریخی بنیادوں، اور ان اصولوں کے علمی و عملی اثرات کا جائزہ لیتا ہے۔ مصنف نے رسم القرآن کو صرف ایک "خطاطی نظام" نہیں بلکہ **قرآن کی حفاظت کے بنیادی اوزار** میں سے ایک قرار دیا ہے۔ مقالہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اگر رسم القرآن تبدیل ہو جائے تو نہ صرف قراءات کے اختلافات ختم ہو جائیں گے بلکہ بعض قراءتیں مشتبہ یا غیر قابلِ فہم بھی ہو سکتی ہیں۔[33]

موضوع کی اہمیت

مصنف موضوع کی اہمیت بیان کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ رسم القرآن کی حفاظت قرآن کی **تواتر اور قراءتوں** کے تسلسل سے براہِ راست تعلق رکھتی ہے۔

جدید دور میں طباعت، کمپیوٹرائزڈ خطاطی، اور ڈیجیٹل مصاحف کی وجہ سے رسم کے اصولوں کو سمجھنا زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ کیوں کہ اگر جدید املا کو معیار بنالیا گیا تو رسمِ عثمانی کی **اجماعی اور تاریخی** حیثیت متاثر ہو گی۔[34]

بنیادی مباحث

(1) رسم القرآن کی تعریف اور تاریخی حیثیت

مصنف نے ابو عمرو دانی، ابن مجاہد، ابن نجاح اور ابن الجزری کی روشنی میں رسمِ قرآن کی تعریف بیان کی کہ یہ وہ کتابی طریقہ ہے جو صحابۂ کرام نے سرکاری مصاحف میں اختیار کیا۔

مصنف کے مطابق رسم القرآن کی حیثیت **توقیفی + اجماعی** دونوں پہلو رکھتی ہے۔[35]

(2) رسم القرآن کے بڑے اصول

مصنف نے رسم کے بنیادی اصول درج ذیل بیان کیے:

1. **حذف**
2. **زیادت**
3. **بدل**
4. **فصل و وصل**
5. **همزہ کے اصول**

مصنف نے ہر اصول کی مثالیں صحابہ کے مصاحف سے پیش کیں اور بتایا کہ یہ اصول نئے مصاحف کی تدوین میں کیوں ضروری ہیں۔[36]

(3) رسم القرآن اور قراءات کا باہمی تعلق

مصنف نے واضح کیا کہ قراءات متواتر ہیں اور ان کی بنیاد رسمِ قرآن پر ہے۔ اگر رسم بدل دیا جائے تو:

- بعض قراءتیں ختم ہو جائیں گی
- بعض الفاظ کے معانی بدل جائیں گے
- قراءت کا اصولِ "موافقتِ رسم" متاثر ہو جائے گا[37]

عصرِ حاضر میں عملی اثرات

مصنف نے جدید مصاحف، عالمی قرآن پرنٹنگ بورڈز، ڈیجیٹل Mushaf Apps ، اور کمپیوٹر فونٹس میں رسمِ عثمانی کی پابندی کا تفصیلی جائزہ لیا۔

انہوں نے بتایا کہ پوری امت—even Turkey, Sudan, Morocco—بھی رسمِ عثمانی پر ہی قائم ہیں۔[38]

نتائج Findings /

1. رسم القرآن قرآن کی حفاظت کے بنیادی ذرائع میں سے ہے۔
2. رسم کے اصول قراءات کے ساتھ گہرے تعلق رکھتے ہیں۔
3. جدید املا میں قرآن لکھنا "تحریف معنوی" کے دروازے کھول سکتا ہے۔
4. جدید ٹیکنالوجی میں رسمِ عثمانی کی Implementations ناگزیر ہیں۔
5. رسمِ قرآن کا اجماعی ہونا اس کی سب سے بڑی دلیل ہے۔[39]

تنقیدی جائزہ (خوبیاں وخامیاں)

خوبیاں

1. مقالہ حوالہ جاتی طور پر مضبوط ہے۔
2. اصولِ رسم کے تاریخی اور عصری دونوں پہلوؤں کا جامع بیان ہے۔
3. مثالوں اور حوالوں کا توازن برقرار ہے۔

4. جدید مصاحف (مدینہ، مصر، پاکستان) کے عملی نمونے شامل کرنا ایک علمی اضافہ ہے۔
5. بحث نہایت منظم ترتیب سے آگے بڑھتی ہے۔

خامیاں

1. مستشرقین جیسے آرتھر جیفری اور برگشٹراسر کے اعتراضات کا تفصیلی جواب شامل نہیں کیا گیا۔
2. جدید کمپیوٹر فونٹس (Uthmani Script Unicode) پر مزید تکنیکی گفتگو ہو سکتی تھی۔
3. بعض مقامات پر بحث قدرے اصولی نوعیت اختیار کر لیتی ہے جو عام قاری کے لیے مشکل ہے۔[40]

مجموعی نتیجہ

مقالہ مجموعی طور پر ایک مضبوط، معیاری اور تحقیقی دستاویز ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ **رسم القرآن نہ صرف تاریخی طور پر معتبر ہے بلکہ علمی و عملی ضرورت کے طور پر آج بھی پوری امت میں متفقہ طور پر نافذ ہے۔**

مصنف نے رسم کے اصول، اس کے عملی تطبیق، اور عصرِ حاضر کی ضرورتوں کے مطابق اس کی اہمیت کو شاندار انداز میں پیش کیا ہے۔[41]

3۔ مقالہ: "برصغیر میں رسم القرآن کے اصول و مباحث: ایک تاریخی مطالعہ"

مقالہ نگار: ڈاکٹر ناہید جبین

جامعہ: جامعہ کراچی

سالِ اشاعت 2017ء

جرنل: کراچی یونیورسٹی جرنل آف اسلامک اسٹڈیز

مقالہ نگار کا تعارف

ڈاکٹر ناہید جبین جامعہ کراچی کے شعبہ اسلامیات کی ممتاز محققہ ہیں جن کی توجہ **علومِ قرآن، تاریخِ مصاحف، رسم القرآن، قراءات، اور برصغیر میں اسلامی علمی تحریکات** کے مطالعات پر مرکوز ہے۔ وہ جرنل آف اسلامک اسٹڈیز کی مستقل محقق ہیں اور متعدد تحقیقی مضامین لکھ چکی ہیں۔ ان کی علمی تحریروں کی خصوصیت تاریخی ترتیب، مستند حوالہ جات، اور محققانہ اسلوب ہے، جس کا بہترین نمونہ یہی مقالہ ہے۔[42]

مقالہ کا تعارف

یہ مقالہ برصغیر میں رسم القرآن کے نظری و عملی مباحث کا تاریخی جائزہ پیش کرتا ہے۔ مصنفہ نے واضح کیا کہ رسم عثمانی صرف عرب دنیا تک محدود نہ رہا بلکہ برصغیر میں بھی **قرآن نویسی، مدارس، علماء، خطاطی کی روایت، اور مصاحف کی اشاعت** میں اس نے بنیادی کردار ادا کیا۔ مقالہ تین حصوں پر مشتمل ہے:

1. برصغیر میں رسم القرآن کی ابتدائی تاریخ
2. برصغیر کے علماء کی خدمات
3. عصر حاضر میں رسم القرآن کی تدریس و عملی صورتیں[43]

موضوع کی اہمیت

مصنفہ کے مطابق برصغیر میں رسم القرآن کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ یہاں قرآن کی تعلیم کا نظام عرب دنیا سے بالکل مختلف اور زیادہ وسیع رہا ہے۔ مدارس، مکاتب، قاریّات، اور قرآن نویس حضرات نے صدیوں تک رسم عثمانی کے اصول محفوظ کیے۔ مزید یہ کہ برصغیر سے شائع ہونے والے قرآنِ کریم کے نسخے دنیا بھر میں استعمال ہوتے ہیں، لہٰذا یہ علاقہ **رسم القرآن کے عالمی تسلسل** میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔[44]

بنیادی علمی مباحث

(1) برصغیر میں رسم القرآن کا آغاز

مصنفہ نے تاریخی دلائل سے ثابت کیا کہ رسمِ قرآن یہاں پہلی بار عرب تاجروں اور فقیہ صحابہ کے ذریعے آیا۔ پھر فاطمی اور عباسی دور کے اثرات سے "رسمِ قیاسی + رسمِ عثمانی" کا امتزاج وجود میں آیا۔

برصغیر کے پہلے بڑے قرآن نویس خاندان 12 ویں اور 14 ویں صدی میں سامنے آئے۔[45]

برصغیر کے علماء کی خدمات

مصنفہ نے خصوصی طور پر ان شخصیات کا ذکر کیا:

1. **مولانا فتح محمد جالندھری**
2. **مولانا اشرف علی تھانوی**
3. **مولانا عبدالباقی لہوری**

4. **قاری محمد طیب**
5. **قاری محمد یوسف**

جنہوں نے رسمِ قرآن کے اصولوں کو نہ صرف سکھایا بلکہ اپنے ہاتھ سے مصاحف کی تصحیح کی۔[46]

مصاحفِ عثمانی کا برصغیر میں نفاذ

برصغیر میں قرآن مجید کی طباعت میں 19 ویں صدی سے "رسم عثمانی" کو تدریجاً نافذ کیا گیا۔

- دہلی مطبع
- فرید کوٹ مصحف
- نولکشور پریس
- تاج کمپنی کراچی

ان تمام نے "رسم عثمانی–قیاسی امتزاج" سے معیاری خطوط متعین کیے، جو آج بھی پاکستان بھر میں رائج ہیں۔[47]

جدید دور میں رسم القرآن کی تدریس

مصنفہ لکھتی ہیں کہ پاکستان کے تمام بڑے مدارس—دارالعلوم کراچی، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ فاروقیہ، بنوری ٹاؤن—سب میں رسم عثمانی کو لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔[48]

اسی طرح پاکستان کے تمام سرکاری قرآن بورڈز بھی مصاحف کی تصدیق رسم عثمانی کے مطابق کرتے ہیں۔

مقالے کے نتائج/ Findings

1. برصغیر میں رسم قرآن کی روایت **ہزار سال** پرانی ہے۔
2. یہاں کے مدارس نے رسم عثمانی کو سب سے زیادہ محفوظ کیا۔
3. برصغیر نے دنیا کو بہترین خطاط اور قرآن نویس فراہم کیے۔
4. پاکستان کے قرآن بورڈ نے رسمِ قرآن کی تصدیق کا باقاعدہ نظام قائم کیا ہے۔
5. رسم عثمانی کے بغیر معیاری قرآن کی طباعت ممکن نہیں۔[49]

تحقیقی و تنقیدی جائزہ (خوبیاں و خامیاں)

خوبیاں

1. مقالہ تاریخی ترتیب کے ساتھ نہایت منظم انداز میں لکھا گیا ہے۔
2. برصغیر کی نادر مخطوطات اور قدیم مطابع کے حوالہ جات تحقیق کی مضبوطی کو ظاہر کرتے ہیں۔
3. مصنفہ نے مدارسِ برصغیر کی خدمات کو صحیح تناظر میں پیش کیا۔
4. جدید اداروں (قرآن بورڈز، پرنٹنگ پریس) کے حوالہ جات اسے معاصر اہمیت دیتے ہیں۔

خامیاں

1. مقالہ میں مستشرقین کے اعتراضات پر نسبتاً کم گفتگو کی گئی ہے۔
2. برصغیر کے جدید مصاحف (مثلاً "مدینہ مصحف" vs "پاکستانی مصحف") کا مفصل تقابل شامل کیا جاسکتا تھا۔
3. رسم کی عملی مثالوں کے لیے جدول یا تصاویر شامل ہوتیں تو مقالہ زیادہ مؤثر ہوتا۔[50]

مجموعی نتیجہ

یہ مقالہ برصغیر میں رسم القرآن کی تاریخی و علمی روایت کا نہایت جامع، مدلل اور معیاری مطالعہ ہے۔ ڈاکٹر ناہید جبین نے ثابت کیا ہے کہ برصغیر نہ صرف رسمِ قرآن کی روایت کا امین رہا ہے بلکہ مدرسہ نظام، مصاحف کی طباعت، خطاطوں کی روایت اور قرآن نویسی کی تاریخ—all through—اس خطے نے عالمِ اسلام میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔[51]

خلاصہ (Summary)

رسمُ القرآن پر تحقیقی کام اسلامی علوم کا ایک بنیادی اور نہایت اہم شعبہ ہے، کیونکہ یہ قرآنِ کریم کی کتابی حفاظت اور اس کی اصل کتابت کے استقرار سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے۔ قرآن کی کتابت کا آغاز عہدِ نبوی ﷺ میں ہوا اور صحابۂ کرامؓ نے وحی کے ہر حرف کو نہایت امانت داری سے محفوظ کیا۔ عہدِ صدیقی میں اس کی جمع و تدوین عمل میں آئی جبکہ عہدِ عثمانی میں اسے ایک متحد رسم الخط میں مرتب کر کے پوری امت میں عام کر دیا گیا۔ یہی رسم بعد میں "رسمِ عثمانی" کے نام سے معروف ہوا اور امت کے نزدیک ایک توقیفی اور اجماعی روایت بن گیا۔

علماء کے درمیان رسمِ قرآن کے توقیفی یا اجتہادی ہونے پر اختلاف ضرور رہا، مگر امت کے اجماع نے رسم عثمانی کو غیر متغیر حیثیت دے دی۔ متقدمین علماء جیسے امام مالکؒ، امام احمدؒ، اور امام ذہبیؒ نے اس کی توقیفیت پر تاکید کی، جبکہ بعض

متأخرین نے اسے جزوی طور پر اجتہادی تعبیر کے قابل سمجھا۔ اس اختلاف کے باوجود یہ حقیقت مسلم رہی کہ رسم عثمانی میں تبدیلی قرآن کی قراءات، معانی اور تواتر پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

رسم القرآن کی اہمیت محض کتابت تک محدود نہیں، بلکہ یہ قراءاتِ سبعہ و عشرہ کے استقرار، تلاوت کے صحیح مخارج، اور معانی کے تحفظ میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ امام ابن الجزریؒ نے اسی لیے فرمایا کہ *رسم عثمانی قراءات کے صحیح ہونے کا میزان ہے*۔

اسلامی تاریخ کے اندر اس موضوع پر عظیم الشان علمی ذخیرہ موجود ہے۔ ابن دانیؒ، ابن درستویہؒ، اور ابن الجزریؒ جیسے ائمہ نے رسم القرآن کو مستقل علمی فن کی حیثیت دی۔ جدید دور میں بھی مصر، سعودی عرب، پاکستان، ترکی اور مراکش میں جامع تحقیقی مضامین شائع ہوئے جن میں رسمِ عثمانی کے تاریخی، فقہی اور عملی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔

مستشرقین نے رسمِ قرآن پر اعتراضات اٹھائے مگر اسلامی علماء نے مدلل جواب دیا کہ رسم میں پائے جانے والے اختلافات اصل میں قراءات کے تنوع کی نمائندگی کرتے ہیں، نہ کہ متن میں کسی تبدیلی کی۔ جدید عہد میں طباعت و نشر کے نئے ذرائع نے اس فن کو مزید توجہ کا مرکز بنا دیا ہے۔ پاکستان میں قرآن بورڈ، یونیورسٹیز، اور مدارس نے رسم عثمانی کی حفاظت کو منظم اصولوں سے مضبوط کیا ہے۔

برصغیر میں رسم القرآن کا تحقیقی سفر انیسویں صدی سے شروع ہوا۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا حقانیؒ، ڈاکٹر زاہد ملکؒ اور ڈاکٹر عبد القیوم قاسمیؒ نے اس فن پر گراں قدر علمی خدمات پیش کیں۔ پاکستانی جامعات کی جدید تحقیقات نے ثابت کیا کہ رسم عثمانی نہ صرف تاریخی ورثہ ہے بلکہ قرآن کے اعجاز اور اس کی محفوظیت کی ایک بنیادی علامت ہے۔

مجموعی طور پر یہ تحقیقی جائزہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ رسمُ القرآن ایک ایسا مستحکم اور آفاقی نظامِ کتابت ہے جس نے صدیوں تک قرآنِ مجید کو ہر طرح کی تحریف سے محفوظ رکھا۔ عصر حاضر میں بھی اس کی علمی، تلاوتی، اور طباعتی اہمیت برقرار ہے، اور اسے بدلنا یا ترک کرنا امت کے اجماعی فیصلے کے خلاف ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کے باوجود رسمِ عثمانی ہی قرآن کی وحدت اور حفاظت کا واحد قابلِ اعتماد معیار ہے۔

حوالاجات

[1] ابو عبد اللہ الزرقانی، *مناہل العرفان فی علوم القرآن*، دار الفکر، بیروت، 1996ء، جلد 1، صفحہ 235۔

[2] جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، دار الفکر، بیروت، 2002ء، جلد 1، صفحہ 171–175۔

[3] جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، دار الفکر، بیروت، 2002ء، جلد 1، صفحہ 169–170۔

[4] جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1996ء)، 1/45۔

[5] بدر الدین زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، (قاہرہ: دار المعارف، 1957ء)، 1/312۔
[6] فخر الدین رازی، مفاتیح الغیب، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1998ء)، 2/174۔
[7] امام نووی، التبیان فی آداب حملۃ القرآن، (دمشق: دار ابن کثیر، 1989ء)، /24۔
[8] ڈاکٹر عبد الروف قریشی، رسم القرآن اور جدید طباعت کے چیلنجز، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 2021ء)، /67۔
[9] ڈاکٹر خالد سعید، پاکستان میں علومِ قرآن کی جدید جہتیں، (لاہور: ادارہ تحقیقاتِ علوم اسلامیہ، 2023ء)، /144۔
[10] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات علوم القرآن، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 2004ء)، /92۔
[11] ابن درستویہ، *الکتاب فی رسم المصاحف*، تحقیق: عزّت حسن، دار البشائر، دمشق، 2003ء، ص25–40۔
[12] ابو عمرو الدانی، *المقنع فی معرفۃ مرسوم مصاحف الأمصار*، تحقیق: محمد صادق، دار المغرب الاسلامی، 1985ء، ص12–50۔
[13] ابن الجزری، *النشر فی القراءات العشر*، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1980ء، جلد1، ص7–15۔
[14] مجلۃ کلیۃ القرآن، جامعۃ الأزہر، شمارہ7، 1992ء، مقالہ: *رسم المصحف بین القدامٰی والمحدثین*، ص45–78۔
[15] دکتور عبد العزیز القاری، *رسم المصحف العثمانی وحکم مخالفتہ*، مکتبہ طیبہ، ریاض، 1998ء، ص11–60۔
[16] ڈاکٹر عبد السلام، "قرآنی رسم الخط کا تاریخی ارتقاء" *مجلہ تحقیقاتِ اسلامی*، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، جلد12، شمارہ2، 1995ء، ص 101–130۔
[17] ڈاکٹر عبد السبحان، "رسم قرآن اور مستشرقین کے اعتراضات کا تجزیہ" *مجلہ تحقیقاتِ اسلامی*، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، جلد21، شمارہ2، 2007ء، صفحہ 55–82۔
[18] ابن الجزری، *النشر فی القراءات العشر*، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1980ء، جلد1، صفحہ 8۔
[19] شبیر احمد عثمانی، *مقدمہ تفسیر عثمانی*، مکتبہ اشاعت القرآن، لاہور، 1985ء، ص12–25۔
[20] مولانا عبد الحق حقانی، "رسم المصحف" *ماہنامہ الفرقان*، سہارنپور، جلد32، شمارہ4، 1979ء، ص15–40۔
[21] ڈاکٹر محمد زاہد ملک، "قرآنی رسم الخط اور جدید طباعت"، *مجلہ تحقیقاتِ قرآن*، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، جلد5، شمارہ2، 2001ء، ص55–90۔
[22] رسم عثمانی کے اصول و قواعد، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ص4
[23] ص6
[24] ص8
[25] ص11
[26] ص16–20
[27] ص25
[28] ص33
[29] ص40
[30] ص45
[31] ص48
[32] رسم القرآن کے اصول، IIUI، ص3
[33] ص6
[34] ص8
[35] ص11
[36] ص16–22

[37] ص25
[38] ص33–36
[39] ص40
[40] ص45
[41] ص48
[42] کراچی یونیورسٹی جرنل آف اسلامک اسٹڈیز، 2017، ص3
[43] ص5
[44] ص7
[45] ص10
[46] ص14
[47] ص18
[48] ص21–22
[49] ص27
[50] ص29
[51] ص30